بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

صلی علی نبینا صلی علی محمد　　صلی علی شفیعنا صلی علی محمد

من علینا ربنا إذ بعث محمدا　　ایده بأیده ایدنا بأحمدا

ارسله مبشرا ارسله ممجدا　　صلوا علیه دآئما صلوا علیه سرمدا

صلی علی نبینا صلی علی محمدا

صلی علی نبینا صلی علی محمدا

نذرانۂ عقیدت

حضور پر نور غوث الاعظم محبوب سبحانی الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ سرہ الربانی نور روحہ، اوصل الینا برکاتہ وفتوحہ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سید سلطان اوحدالدین قدوۃ الکبریٰ مخدوم اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور دیگر تمام اولیائے کاملین عارفین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقدس و مکرم و معزز بارگاہوں میں اپنی اس کاوش کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ وطفیل سے قبول فرما کر تمام مؤمنین والمؤمنات کی مغفرت فرمادے آمین۔

فقیر قادری گدائے اشرف سمناں

آلِ رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

Email:aalerasoolahmad@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

زکوٰۃ کا بیان

حمدِ باری تعالیٰ

سب خوبیاں اللہ عزّوَجلّ کے لئے ہیں جس نے اپنی پختہ وحدانیت کے ثبوت پر ظاہری و باطنی موجودات کے دلائل کے ساتھ اپنی قدرتِ کاملہ کو دلیل بنایا اور کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں میں غور و فکر کرنے والے انسان کے لئے پُر حکمت دلائل اور مختلف اشیاء کے ایجاد و اختراع کو منہ بولتا ثبوت بنایا۔ قضاء کے قاصد نے تقدیر کے قلم سے تیزی سے گزرنے والے موجودات پر لکھ دیا ہے کہ ان کے اسرار و رموز کو سوائے ارواحِ طیبہ کی زباں کے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ عقل مندوں کی آنکھوں کے لئے فہم و ادراک کے ستارے جگمگائے تو انہوں نے قرآنِ حکیم میں جبّار و قہّار کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الدُّنۡیَا وَمِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ الۡاٰخِرَۃَ (پ۴، اٰل عمران:۱۵۲)
ترجمۂ کنزالایمان: تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔"

اسلام کا بُنیادی رُکن

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الۡعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔" (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، الحدیث۸، ج۱، ص۱۴)
زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے۔ ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۰۲ علاوہ ازیں زکوٰۃ دینے والا خوش نصیب دنیوی و اُخری سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے: (وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾) (پ۱۸، المؤمنون:۴) **ترجمۂ کنزالایمان**: اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاۃ ادا کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۱-۲۶۳) **ترجمۂ کنزالایمان**: جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔

اور فرماتا ہے: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۷۷) **ترجمۂ کنزالایمان**: نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف مونھ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب وانبیا پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور سائلین کو اور گردن چھٹانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکاۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔

اور فرماتا ہے: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۸۰) **ترجمۂ کنزالایمان**: جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔

اور فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (پ۱۰، التوبۃ: ۳۴-۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع کیے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر۲ الترغیب و الترهیب، کتاب الصدقات، الترهیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲، ج۱، ص۳۱۰) (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث شریف

صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے سر پر دو چتّیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾ الآیہ (پ۴، اٰلِ عمرٰن: ۱۸۰) اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث شریف

احمد کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، "جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ (سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا) ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونھ میں ڈال دے گا۔" (بحوالہ: المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی هريرة، الحدیث: ۱۰۸۵۷، ج۳، ص۶۲۶)

حدیث شریف

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتّر بنائے جائیں گے اون پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے

پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائینگے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۹۸۷، ص۴۹۱) اور اسی کے مثل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاۃ نہ دینے میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔(بحوالہ: صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ البقر، الحدیث: ۱۴۶۰، ج۱، ص۴۹۲)

واقعہ

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکاۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچا لیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاۃ میں تفریق کرے (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاۃ کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاۃ حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروقِ اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔(بحوالہ: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۲۸۴، ج۴ ص۵۰۰)

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا ان لوگوں کے متعلق تو بتاؤ جو ساری زندگی مال و دولت جمع کرتے رہے لیکن ان کے جمع شدہ مال نے مرنے کے بعد انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ کیا وہ سب کے سب قبروں میں اکٹھے نہیں ہو گئے؟ وہ لوگ جنہوں نے ساری زندگی خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی میں بسر کی مگر پھر بھی سیر نہ ہوئے، اب وہ کہاں چلے گئے؟ کیا تم ان کو دیکھ کر یہ

خیال کرتے ہو کہ وہ بڑی اچھی جگہ پر ہیں یا پھر وہ قید کر دیئے گئے ہیں کہ واپس نہیں لوٹیں گے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں دنیا نے دھوکے میں مبتلا رکھا؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ محض شہوات کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہوئے۔ کہاں ہیں وہ جن کی خاطر اسباب نے غفلت کے جال بُنے یہاں تک کہ وہ ان میں پھنس گئے؟ جب ان کے پاس پیاروں میں جدائی ڈالنے والا (موت کا فرشتہ) آیا تو وہ اس کی ہیبت سے لڑکھڑا کر عجز وانکساری کرنے لگے، لیکن پھر بھی اس نے ان کے درد والم کی کوئی پرواہ نہ کی اور انہیں ان کے اہل وعیال سے دُور کر دیا تو ان کے گھر والے اور دوست ان پر رونے لگے۔ افسوس ان پر کہ خود تو زندگی پانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کو ان کے اعمال کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا اور انہیں بھلا دیا، سارے رشتے ناطے توڑ ڈالے تو مرنے والے نے حسرت کی زبان سے اپنے ان احباب کو پکارا: "اے کاش! تم سن لو اور اس انسان پر رحم کرو جو قبر میں دفن ہے، جس کے پاس نہ تو کوئی ایسا عمل ہے جو اس کی نجات کا باعث ہو اور نہ ہی کوئی غمگسار کہ اس کے غم کا مداوا کرے۔" انہیں افسوس وندامت کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پینا پڑا، کیڑوں نے ان کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اب وہ دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ دن کو روزہ رکھیں اور رات بھر جاگ کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں حاضر ہوں۔ ہائے، افسوس! وہ اپنے بوئے ہوئے اعمال کی کھیتی کاٹ رہے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے حال پر رحم فرمائے! جلدی کرو، تمہارے سامنے پل صراط اور حساب وکتاب کا منظر دکھائی دے رہا ہے۔ نزع کی سختیاں سر پہ کھڑی ہیں، وہ دن آیا چاہتا ہے جس میں تمام رشتے ختم ہو جائیں گے، نہ اہل وعیال نفع دیں گے، نہ ہی مال ودولت اور کوئی دوسرے اسباب۔ یا تو جنت کی نعمتیں ملیں گی یا پھر جہنم کا عذاب۔ ہر ایک زبانِ حسرت سے پکار رہا ہو گا: ہائے افسوس! یہ کیسا نامۂ اعمال میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا ہے۔ اے وہ شخص جس کو شہواتِ نفسانیہ نے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے، اور اے وہ شخص جس نے اپنے ظاہر وباطن کو حرام اشیاء سے آلودہ کر دیا ہے اور اے وہ شخص جس کے نامۂ اعمال کو دیکھنے سے آنکھیں بھی کتراتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ (پ۳۰، التکاثر: ۱-۲) **ترجمۂ کنزالایمان**: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ (مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ مال کی حرص اور اس پر مفاخرت (یعنی ایک دوسرے پر فخر کرنا) مذموم ہے اور اس میں مبتلا ہو کر آدمی سعاداتِ اُخرویہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے دامن گیر خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے، سیّد عالم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں، دو لوٹ آتے ہیں، ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ایک مال، ایک اس کے اہل واقارب۔ ایک اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔ باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں۔"

" اَلْھٰکُمُ " کا معنی ہے، تمہیں غافل کر دیا اور "تَکَاثُرُ" کا معنی ہے، زیادہ طلبی۔ اس کا معنی یہ بھی ہے کہ نسب، مال اور اولاد میں کثرت کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ اللہ عزَّوَجَلَّ مال جمع کرنے والوں اور باہم فخر کرنے والوں کو ارشاد فرما رہا ہے:

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (پ۳۰، التکاثر:۱۔۲) یعنی جس مال کی وجہ سے تم ایک دوسرے پر فخر کرتے ہو اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اور یہاں پر احتمال ہے کہ یہ قَسم کے قائم مقام تاکید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مال کی زیادہ طلبی اور ایک دوسرے پر فخر کرنے پر زجر وتوبیخ کی گئی ہے۔

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں! ہاں! جلد جان جاؤ گے۔ (پ۳۰، التکاثر:۳) یعنی قیامت کے دن مال کے متوالوں کا محاسبہ ہونے کے بعد تم جان لو گے۔

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہاں! ہاں! جلد جان جاؤ گے۔ (پ۳۰، التکاثر:۴) مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں ایک بات کو دو بار فرمانا وعید کی تاکید اور منع کردہ فعل پر سختی کے لئے ہے۔

کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ﴿۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں! ہاں! اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔ (پ۳۰، التکاثر:۵) اے لوگو! اللہ عزَّوَجَلَّ کے ہاں تمہاری حیثیت کیا ہوگی جب سکراتِ موت کا ظہور ہوگا اور نامۂ اعمال پھیلا دیا جائے گا جو نہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوڑے گا نہ بڑے کو۔ "عِلْمَ الْیَقِیْنِ" سے مراد دلوں کا اس چیز پر اطمینان حاصل کرنا ہے جس سے شک دور ہو جاتا ہے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ﴿۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ (پ۳۰، التکاثر:۶) اس سے مراد یہ ہے کہ قبر میں ہر آدمی کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اگر وہ سعادت مند ہو تو اسے وہ ٹھکانہ دکھا کر اس سے نجات کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اگر بدبخت وشَقِیُّ القَلْب ہو تو اس کے لئے جہنم کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ﴿۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پُرسِش ہو گی۔(مفسِّرِ شہیر، خلیفۂ اَعلیٰ حضرت، صدرُالافاضل سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃاللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی تھیں؛ صحت و فراغ وامن و عیش و مال وغیرہ، جن سے دُنیا میں لذّتیں اُٹھاتے تھے۔ پُوچھا جائے گا: یہ چیزیں کس کام میں خرچ کیں؟ ان کا کیا شکر ادا کیا؟ اور ترکِ شکر پر عذاب کیا جائے گا۔")(پ۳۰، التکاثر:۷۔۸) یعنی بروزِ قیامت صحت اور فراغت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حضرات مجاہد و قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "نعیم میں ہر وہ چیز داخل ہے جس سے لُطف اندوز ہوا جائے۔"

اے وہ شخص جس پر لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں اور وہ خواہشات میں گھرا ہوا پیچھے رہ گیا ہے! جس نے اپنی عمر ٹالم ٹَول کرتے ہوئے اور بیہودہ کاموں میں گزار دی۔ اے وہ شخص گناہوں پر جس کا دل سخت ہو چکا ہے اور جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے آنسو نہیں بہتے! اے وہ شخص جس کے بال سفید ہو گئے پھر بھی وہ نافرمانیوں پر ڈٹا ہوا ہے! کتنی ہی بار تو نے علاّمُ الغیوب ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کیا؟ تیری غفلت کے متعلق اللہ عزّوَجلّ یوں ارشاد فرماتا ہے:

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ "جس نے حرام مال کمایا پھر اس کو صدقہ کیا یا اس کے ساتھ صلہ رحمی کی یا راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کیا تو اس کا یہ سارا مال جمع کر کے اس کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔(مراسیل ابی داؤد، باب زکوٰۃ الفطر، ص۸۔ بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "بندہ مالِ حرام میں سے جو بھی کمائے اور اسے خیرات کرے تو وہ قبول نہیں ہوتا اور اسے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اسے اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑے تو وہ اس کے لئے آگ کا توشہ ہو گا۔"(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث۳۶۷۲، ج۲، ص۳۳، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: "اے لوگو! تم میں سے ہر گز کوئی موت کا شکار نہ ہو گا جب تک کہ وہ اپنا مکمل رزق نہ پالے لہٰذا تم رزق کے متعلق تنگ دل نہ ہو اور اللہ عزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور عمدہ طریقے سے رزق طلب کرو، اور اللہ عزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ چیزیں لے لو اور حرام کردہ چھوڑ دو۔" (المستدرك، كتاب الرقاق، باب الحسب المال والكرم التقوى، الحديث ۷۹۹۴، ج۵، ص ۴۴۳)

افسوس، تعجب ہے تجھ پر! جب بھی اللہ عزَّوَجَلَّ نے نعمتوں کی بِساط بچھائی تو تو نے نافرمانی کرکے اس کا مقابلہ کیا۔
اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ "اے میرے بندے! کتنی ہی بار ہم نے دیکھا کہ تو نے ہماری محفل چھوڑ کر شیطان کی مجلس اپنائی، میں نے تجھ پر کتنے احسانات وانعامات فرمائے اور میں منّان ہوں۔ اے میرے بندے! میں تو تجھے اپنے وصال کی دولت سے نوازنا چاہتا ہوں اور تو ہے کہ ہجر و فراق کو محبوب رکھتا ہے، اس وقت تیرے پاس کیا حیلہ ہو گا جب تجھ پر میرا غضب ہو گا اور تیرے اہل و عیال بھی تجھ سے دور بھاگ رہے ہوں گے۔'' اللہ عزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔
حضرت سیّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں ایک سال حج کی سعادت سے بہرہ مند نہ ہو سکا، اور کوفہ کی ایک تنگ گلی میں ٹھہر گیا۔ ایک اندھیری رات میں گھر سے باہر نکلا کہ اچانک رات کی تاریکی کو چیرتی ہوئی ایک تیز آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، کوئی اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں محوِ التجا تھا: "اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے عزت و جلال کی قسم! میں نے گناہوں سے تیری مخالفت مول لینے کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ جب میں نے یہ گناہ کئے تھے تو میں تیرے مقام و مرتبے سے ناواقف تھا لیکن جب میں نے گناہ کئے اور میرے نفس نے مجھے برائی کو اچھائی ظاہر کر کے دھوکا دیا اور میری بد بختی مجھ پر غالب آگئی پھر بھی تیری رحمت نے میری پردہ پوشی کی اور تیری اس پردہ پوشی سے میں دھوکا کھا گیا اور اپنی جہالت کی وجہ سے تیری نافرمانی کرنے لگا اور محض اپنی بد بختی کی وجہ سے تیری مخالفت کی لیکن اب تو میں جان چکا ہوں کہ مجھے تیرے عذاب سے نجات دلانے والا کوئی نہیں؟ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا تو مجھے کون سنبھالے گا؟ ہائے حسرت وافسوس! میری عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ میرے گناہوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ ہلاکت و بربادی ہو مجھ پر! کتنی ہی مرتبہ میں نے توبہ کی پھر توڑ دی۔ اب وقت ہے کہ میں علاَّمُ الغیوب پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حیاء کروں۔

کر کے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو　　　میں وہی بدکار ہوں کر دے کرم

پھر اس نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے:

"افسوس! میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی پس جب میرا نامۂ اعمال ظاہر ہو گا تو میرے پاس کون سا عذر ہو گا؟ جب مجھے اس کی بارگاہ میں ذلیل کھڑا کیا جائے گا تو گناہوں کا ارتکاب کرنے پر کیا عذر پیش کروں گا؟ اے تمام لوگوں سے بے نیاز اور میرے تمام کرتوتوں پر خبردار! میرے پاس اپنے ان گناہوں اور جرموں کا کوئی عذر نہیں، مولیٰ! بس اپنی رحمت سے میری خطائیں معاف فرما دے۔ اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور گمراہی کے راستے سے منع فرمایا اور تُو یہ بھی جانتا تھا کہ میں اس راستے سے بھاگ نہیں سکتا تھا خیر و شر میں سے جو تُو نے میرے لئے مقدَّر کر رکھا تھا۔ لٰہذا میں بلا اختیار اسی پر چل پڑا کیونکہ بندہ تو محکوم ہوتا ہے۔ لٰہذا اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری توبہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والے بندے سے در گزر فرما۔"

حضرت سیّدُنا خلیل عصیری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرمایا کرتے تھے کہ "ہم میں سے ہر ایک کو موت کا یقین ہے پھر بھی ہم اس کے لئے تیار نظر نہیں آتے، ہم سب کو جنت کا پختہ یقین ہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو اس کے لئے عمل کرتا ہوا نہیں پاتے اور دوزخ کا پختہ یقین ہے لیکن اپنے آپ کو اس کے عذاب سے ڈرتا ہوا نہیں دیکھتے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کس چیز کی بنا پر تم راہِ حق سے منہ موڑے ہوئے ہو؟ کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ موت اللہ عزَّوَجَلَّ کی جانب سے تمام خیر و شر کے ساتھ سب سے پہلے تم پر وارد ہو گی۔ اے بھائیو! اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اچھے انداز سے حاضری کی تیاری کرو۔ کب تک تم اسی طرح لہو و لعب میں مبتلا ہو کر ہنستے رہو گے۔؟ عنقریب لوگ تمہاری موت پر افسوس کرتے ہوئے رو رہے ہوں گے۔ تم پر افسوس! کتنی دفعہ تم وعظ و نصیحت کے اجتماعات میں حاضر ہوئے لیکن تمہارا دل غائب رہا۔ اللہ عزَّوَجَلَّ سے بخشش طلب کرتے رہے لیکن پیٹ حرام سے بھرتے رہے۔ اگر آج پھر اس اجتماع سے یونہی چلے گئے اور توبہ نہ کی تو کہیں بہت بڑا نقصان نہ اٹھا لو۔ یاد رکھو! اس وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور توبہ قبول کرنے والا پروردگار عَزَّوَجَلَّ پکار رہا ہے، "ہے کوئی توبہ کرنے والا؟" تو اے اسلامی بھائیو! جلدی کرو! توبہ کر لو اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور چُھپی ہوئی باتوں کی پوچھ گچھ شروع ہو جائے۔ ہماری غفلت کو قرآنِ پاک یوں بیان فرماتا ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو تو تجھے یاد کرنے کا درس دیتا ہوں لیکن خود غافل ہوں۔اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو تو غفلت کی نیند سے جگا رہا ہوں لیکن خود سو رہا ہوں۔اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کر رہا ہوں جبکہ خود حیران و پریشان ہوں۔اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! مجھ پر عفو و کرم کی برسات برسا۔اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! جب میں سالکینِ راہِ حق کو تیری بارگاہ تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتاؤں اور وہ میرے اس وعظ کو سن کر تیری بارگاہ تک پہنچ جائیں تو کیا تو ان لوگوں کو قبول کرلے گا کہ جن کی رہنمائی کی گئی ہے اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! اگر میرا یہ کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو اس اجتماعِ پاک میں کوئی تو ایسا ہوگا جو صرف تیری رضا کا طالب ہوگا لہٰذا اپنے وجہِ کریم کے واسطے میری کوتاہیوں کے متعلق اس کی سفارش قبول فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔(آمین)

سوال وجواب

زکوۃ کا بیان

سوال 1: زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟

جواب: زکوٰۃ 2ہجری میں روزوں سے قبل فرض ہوئی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص ۲۰۲)

سوال نمبر 2: زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کیسا؟

زکوٰۃ کا فرض ہونا قرآن سے ثابت ہے،اس کا اِنکار کرنے والا کافر ہے۔

سوال نمبر 3: زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ دراصل اس صفتِ ہمدردی و رحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے جو ایک مالدار مسلمان کے دل میں دوسرے حاجت مند مسلمان کے ساتھ فطرۃً موجود ہے یا یوں کہہ لو کہ آپس یں مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی مخصوص مالی امداد اور اعانت کا نام زکوٰۃ ہے، لیکن اصلاحِ شریعت میں زکوٰۃ مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے، مخصوص مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔

سوال نمبر 4:اسلام میں زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ :

۱۔زکوٰۃ دین کا فرضِ اعظم اور ارکانِ اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔

۲۔قرآنِ عظیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا گیا۔

۳۔اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے بندوں کو اس فرض کی طرف بلایا۔

۴۔زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا۔

۵۔صاف صاف بتایا کہ زنہار (ہرگز ہرگز) یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہوگیا بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔

۶۔زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور یہ کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

۷۔زکوٰۃ سے جی چرانے والوں کا حشر خراب ہوتا ہے اور مال بھی برباد ہو جاتا ہے۔

۸۔زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور منکر کافر، اسلامی برادری سے خارج ہے۔

۹۔زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا سخت ناشکرا اور گنہگار ہے اور آخرت میں ملعون۔

۱۰۔ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے، اس کی گواہی نامقبول۔

سوال نمبر 5: زکوٰۃ کیسے اور کیونکر فرض ہوئی؟

جواب: اسلام میں شروع ہی سے مسلمانوں کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی کہ وہ حتی الامکان ایک دوسرے کے کام آئیں اور ضرورت سے زیادہ جو بھی پائیں وہ مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور حاجت مندوں پر صرف کریں اور اپنی ہمدردی و غمگساری کو دوسرے مسلمانوں کا رفیق بنائیں، آسان اسلام کی اس پاکیزہ تعلیم کی بدولت مسلمان غرباء و مساکین کی امداد و اعانت میں جو کچھ بن پڑتا اس میں کمی نہ کرتے، تاہم ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطور آئین وضابطہ کے عمل کیا جاتا ہو۔ مکہ معظمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آکر جب مسلمانوں کو کسی قدر اطمینان و سکون نصیب ہوا، انہیں فتوحات نصیب ہوئیں، زمینیں اور جاگیریں ہاتھ آئیں، انہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا اور تجارت کی آمدنی بڑھی تو رفتہ رفتہ مناسب حالات کے تحت زکوٰۃ کا پورا نظام فتح مکہ کے بعد مکمل ہوا اور اس کے احکام و قوانین مرتب ہوئے اور نظامِ زکوٰۃ نے آئین و ضابطہ کی شکل اختیار کی۔

سوال نمبر 6: زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ:

۱۔سخاوت کے باعث اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

۲۔مال کی ناجائز محبت اس کے دل میں گھر نہیں کرتی۔

۳۔بخل اور امساک یعنی کنجوسی سے اس کا دامن ملوث نہیں ہوتا۔

۴۔ زکوٰۃ دینے سے کاروبار اور دولت وثروت میں ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

۵۔ غرباء ومساکین کو وہ اپنی ہی قوم کا ایک حصہ سمجھتا ہے، اس لیے بے حد دولت کا جمع ہو جانا بھی اس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔

۶۔ غرباء ومساکین کو اس کے ساتھ ایک انس ومحبت اور اس کی دولت وثروت کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے مال میں اپنا ایک حصہ موجود قائم سمجھتے ہیں۔

۷۔ دولت مند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی مثال پیدا کر لیتی ہے جس میں ادنیٰ واعلیٰ حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

۸۔ دولتمند اور دیندار مسلمان ہمیشہ قابل ہمدردی اشخاص کو ٹوہ میں لگے رہتے ہیں تاکہ ان کی مدد کرکے ان کے زخم دل پر مرہم رکھیں اور بڑی سعادت ہے۔

یہ چند فائدے تو دنیاوی ہیں، روحانی اور آخری فائدے جو آخرت میں اس کے کام آئیں گے، ان فوائد کے علاوہ ہیں۔

سوال نمبر 6: زکوٰۃ کے اموال سے قوم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: جو نقد وجنس زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس سے قوم کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ:

۱۔ بھیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔

۲۔ جو لوگ حاجتمند ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اموالِ زکوٰۃ کی بدولت اپنی آبرو اور خودداری کو ہر حال میں قائم رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ جو لوگ اپنی محنت وکوشش سے اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے بوڑھے، لولے، لنگڑے، فالج زدہ، کوڑھی وغیرہ دوسرے اہلِ حاجت، ان کی ضروریات زندگی کی ان اموال سے کفالت ہو جاتی ہے۔

۴۔ وہ قرضدار جو اپنا قرض آپ کسی طرح ادا نہیں کر سکتے، یہ اموال ان کی دستگیری کرتے اور انہیں نئ زندگی بخشتے ہیں۔

۵۔ مسافروں کی راحت رسانی اور ان کی مالی اعانت، اس سے بخوبی ہو سکتی ہے، مسافرت کی حالت میں، دیس سے دور، صحراو بیاباں بلکہ آبادی میں بھی آدمی کسی حادثہ سے دوچار ہو جائے تو اموالِ زکوٰۃ اس کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

۶۔ دینی علوم کی خاطر وطنِ عزیز سے دور، قریہ قریہ، شہر شہر سفر کرنے والے طلبہ کے اس رقم کی فراہمی سے ہزاروں کام بن جاتے ہے، شائقینِ علم دین کی حاجت برآری کے علاوہ علوم دینیہ کی سرپرستی بھی ہو جاتی ہے۔

۷۔ یتیموں اور بیواؤں کی اس طرح خبر گیری ہو جاتی ہے کہ ان کے لیے یتیمی، بیوگی سوہانِ روح نہیں بنتی۔

۸۔ اموالِ زکوٰۃ، غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

دراصل تمدّنِ انسانی کا سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ کسی قوم کے افراد میں فقر و دولت کے لحاظ سے کیونکر ایک تناسب قائم کیا جائے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے، آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقدہ کی گرہ کشائی نہ کر سکا اور کسی تدبیر سے یہ مشکل حل نہ ہو سکی اور افراد کی ملکیت پر سے حقِ ملکیت کا اٹھا دیا جانا اور شخصی قبضہ سے نکال کر جمہور کی ملک میں چلا جانا عملاً اس قدر محال ہے کہ دنیا میں کبھی بھی کسی بھی قوم و ملک میں صحیح طور پر اس کا رواج نہ قائم ہوا اور نہ جبر و تشدد کا تسلط کسی قوم و ملک میں ہمیشہ باقی رہ سکتا ہے۔ اسلام نے جو مسلمانوں کو دنیا کی برترین متمدن قوم بنانا چاہتا ہے، اس مسئلہ پر توجہ دی اور اسے ہمیشہ کے لیے طے کر دیا اور اسی کا نام فرضیتِ زکوٰۃ ہے۔

سوال نمبر 8: قرآن وحدیث میں سے زکوٰۃ کے کچھ فضائل بیان کریں؟

جواب: قرآن و حدیث، زکوٰۃ و خیرات کے فضائل سے مالامال ہیں، قرآنِ عظیم کی ایک آیتِ کریمہ میں فرمایا کہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے"۔

صاف بتادیا کہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا اور دولت میں بے حساب برکتیں لاتا ہے، اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال میں تباہی و بربادی آتی ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو، (ابو داؤد) بعض درختوں میں کچھ فاسد اجزاء اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں۔ احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا۔ مگر عاقل ہوش مند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یونہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوٰۃ مال کا ہے، قرآنِ کریم ہی کا یہ اشاد ہے "اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے"۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھجور برابر، حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لیے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

سوال نمبر 9: زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی مذمت کا بھی کچھ حال بتائیں؟

جواب: قرآن کریم میں ہے کہ "جو لوگ جوڑتے ہیں، سونا، چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے پس داغی جائیں گے،

اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

پھر اس داغ دینے کو یہ نہ سمجھنا کہ کوئی ہلکا سا چھکا لگا دیا جائے گا یا پیشانی وپشت یا پہلو کی چربی نکل کر بس ہو گی بلکہ اس کا حال بھی حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہو گا، اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔

جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں گے، یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس سے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔

اور اونٹ کے بارے میں فرمایا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ انٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی، ایسا ہی گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اسے ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب گائے بکریاں سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گے۔ (مسلم و بخاری)

اور دوسری احادیث میں آیا ہے کہ خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف ہیں آیا ہے کہ جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین اشخاص جائیں گے، ان میں سے ایک وہ تونگر ہے جو اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔

سوال نمبر 10: جو شخص زکوٰۃ نہ دے مگر روپیہ نیک کاموں میں صرف کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ نہ دینے کی آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، ابھی اوپر گزرا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو ہزار ہا سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنی چاہیے کہ ضعیف و ناتواں انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں، وہ سرمہ ہو کر خاک میں مل ہو جائیں، پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات ہیں صرف کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرض اور اس بادشاہِ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے، یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل، بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کا قبول ہونا درکنار، زکوٰۃ نہ دینے کا وبال گردن پر موجود رہتا ہے، فرض، خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ، قرض نہ دیجئے اور بالائی تحفے بھیجئے تو کیا وہ قابل قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہِ غنی کی بارگاہ میں؟

سوال نمبر 11: مسلمان فقیر کو زکوٰۃ کا مالک کر دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: تملیک فقیر کہ زکوٰۃ کا رکن ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ صرف یہ نیت زکوٰۃ وادائے فرض اور حکم الٰہی کی بجا آوری کی نیت سے دے اس مال سے اپنا نفع بالکل اٹھائے اور جسے یہ زکوٰۃ دی اسے بالکل مختار بنادے کہ جس طرح اور جس جائز کام میں چاہے صرف کرے۔

سوال نمبر 12: زکوٰۃ کی رقم سے محتاجوں کو کھانا کھلادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر فقیروں مسکینوں کو مثلاً اپنے گھر بلاکر، کھانا پکاکر، بطورِ دعوت کھلادیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں اگر صاحبِ زکوٰۃ نے کھانا، بغیر پکائے یا پکاکر مستحق لوگوں کے گھر پہنچادیا یا اپنے ہی گھر کھلایا مگر صراحت سے انہیں پہلے مالک کر دیا کہ یہاں کھائیں خواہ لے جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ تملیکِ فقیر پائی گئی اور زکوٰۃ میں یہی لازم ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 13: زکوٰۃ کیسے شخص کو دینی چاہیے یعنی اس کا مالک کسے بنایا جائے؟

جواب: مستحقِ زکوٰۃ کو مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو مال کو مال سمجھتا اور قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے، ورنہ ادا نہ ہوگی مثلاً نہایت چھوٹے بچے یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ ہی کو دینا ہے اور بچے کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس کی نگرانی میں ہے، وہ قبضہ کریں۔(در مختار، ردالمحتار) اور یہ مال اس بچہ ہی کی ملک ہوگا جس کے لیے دیا گیا۔

سوال نمبر 14: زکوٰۃ، مردے کے کفن دفن یا مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیکِ فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔(ردالمحتار)

یوں ہی مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا یا اس سے پُل، سرائے، سقایہ سبیل یا سڑک بنوا دینا یا ہسپتال تعمیر کرنا یا کنواں کھدوا دینا کافی نہیں کہ یہ مال فقیر کی ملک میں نہ گیا۔(عالمگیری وغیرہ)

سوال نمبر 15: مالِ زکوٰۃ مدرسۂ اسلامیہ میں لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسۂ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہلِ سنت کا ہو، نیچریوں، قادیانیوں رافضیوں وغیرہ ہم مرتدین کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جا سکتا ہے کہ مدرسہ کا مہتمم اس مال کو جدا رکھے اور خاص تملیکِ فقیر کے مصارف میں صرف کرے، مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جا سکتی، نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو سکتی

ہے ہاں اگر مدرسہ کو دے دے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

سوال نمبر 1: سونے چاندی میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: سونا اور چاندی جب بقدرِ نصاب ہوں ان میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ اور چاندی کا نصاب دو سو درم یعنی ساڑھے باون تولہ۔

سوال نمبر 2: آج کل جو اعشاریہ نظام رائج ہوا ہے اس میں سونے چاندی کا نصاب کتنا ہو گا؟

جواب: اعشاری نظام کی جو تفصیل سرکاری طور پر حکومت کی جانب سے جاری کی گئی ہے، اس کے مطابق سونے کا نصاب ۸۷،۴۷۹ گرام ہے اور چاندی کا نصاب ۶۰۷،۳۵۰ گرام ہے۔

سوال نمبر 3: سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب: سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے، قیمت کا لحاظ نہیں، وزن میں بقدرِ نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں، قیمت جو کچھ بھی ہو، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے قیمت میں ساڑھے سات تولہ تک پہنچتا یا اس سے بھی زائدہ ہوتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ساڑھے سات تولہ کامل نہ ہوا یا ساڑھے سات تولہ ہارتے (کھوٹے) سونے کا مال ہے کہ قیمت میں سات تولہ سونے سے بھی کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نصاب کا وزن پورا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 4: سونے کی زکوٰۃ چاندی سے ادا کی جائے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: یہ جو ہم نے کہا ادائے زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی زکوٰۃ سونے سے ادا کی جائے تو اب ضرور قیمت کا اعتبار ہو گا، مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں وہ چاندی کی چیز پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو۔ (ردالمحتار)

سوال نمبر 5: سونے چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جاتی ہے؟

جواب: سونا چاندی جبکہ بقدرِ نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی ان کی قیمت لگالیں اور پھر 2 2/1 فصد کے حساب سے زکوٰۃ میں دے دیں خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں (اگرچہ پاک وہند بلکہ پیشتر

ممالک میں یہ سکے اب نہیں پائے جاتے) یا ان کی بنی ہوئی چیز ہو، خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑے چار ماشے سے کم کی، یا ناجائز ہو جیسے سونے چاندی کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے۔ غرض جو کچھ ہو، زکوٰۃ سب کی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال نمبر 6: سونا چاندی میں کھوٹ ہو تو زکوٰۃ کس طرح نکالیں؟

جواب: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو اس سب کو سونا چاندی قرار دیں، کھوٹ کا کوئی اعتبار نہیں اور کل پر زکوٰۃ واجب ہے، یونہی اگر کھوٹ آدھوں آدھ یعنی سونے چاندی کے برابر ہے تب بھی کھوٹ کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور زکوٰۃ کل پر واجب ہو گی۔ اور اگر کھوٹ غالب ہو مگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہے کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ تو نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گا تو ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (درمختار)

سوال نمبر 7: تھوڑی آمدنی والا کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے بلکہ گھر والوں کی ضروریات کے لے بچا کر رکھے اس میں گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو صحیح ہے کہ برا وقت کہہ کر نہیں آتا اور ضرورتیں بھی آدمی سے چمٹی رہتی ہیں مگر گھر میں جو آدمی کھانے پہننے والے ہوں، ان کی ضروریات کا لحاظ تو شریعت مطہرہ نے پہلے ہی فرمالیا ہے۔ سال بھر کے کھانے پینے پہننے اور تمام مصارف سے جو بچا اور سال بھر رہا اسی کا تو چالیسواں حصہ فرض ہوا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ مسلمان کو آخرت میں عذاب سے نجات ملے اور دنیا میں بھی مال میں ترقی ہو، برکت ہو، یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ سے مال گھٹے گا، نری ایمان کی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال میں ترقی اور افزونی ہوتی ہے۔ تو جسے وہ بڑھائے وہ کیونکر گھٹ سکتا ہے، یہ خیال کہ اگر اس وقت سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں اٹھا دیں گے تو آئندہ بال بچے کیا کھائیں گے، محض شیطانی وسوسہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔

سوال نمبر 8: عورت کو جو زیور میکہ سے ملتا ہے اس کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر؟

جواب: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو زیور ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہوتی ہے، اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہرگز نہیں اگرچہ وہ کثیر مال رکھتا ہو اور شوہر نہ دے تو اس کے نہ دینے سے اس پر کچھ وبال بھی نہیں، یوں ہی شوہر نے وہ زیور جو کہ عورت کو دیا اس کی ملک کر دیا، اس پر بھی یہی حکم ہے، ہاں اگر شوہر نے اپنی ہی ملک میں رکھا اور عورت کو صرف پہننے

کے لے دیا تو بے شک اس کی زکٰوۃ مرد کے ذمہ ہے جبکہ خود یا دوسرے مال سے مل کر بقدرِ نصاب ہو اور حاجت اصلیہّ سے زائد بھی۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال نمبر 9:جواہرات اور قیمتی پتھروں پر زکٰوۃ ہے یا نہیں؟

جواب:موتی وغیرہ جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہو تو ان کی زکٰوۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکٰوۃ لے نہیں سکتا۔ (درمختار)۔

سوال نمبر 10:بینک یا ڈاک خانہ میں یا انعامی بانڈ کی شکل میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب:روپیہ کہیں جمع ہو،کسی کے پاس امانت ہو،مطلقاً اُس پر زکٰوۃ واجب ہے۔(فتاویٰ رضویہ) ہاں بقدر نصاب ہونا زکٰوۃ کے لیے شرط ہے اور انعامی بانڈ جو خرید کر بحفاظت رکھ لے جاتے ہیں وہ بھی نوٹوں کی مانند ہیں اور زکٰوۃ ان پر واجب ہے بشرطیکہ وہ کارآمد ہیں۔

سوال نمبر 11:ایک شخص مقروض ہے اور اس کی بیوی کے پاس زیور یا نعقد روپیہ بقدرِ نصاب موجود ہے تو عورت پر زکٰوۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب:عورت اور شوہر کا معاملہ دنیا کے اعتبار سے کتنا ہی ایک ہو مگر اللہ عزوجل کے حکم میں وہ جدا جدا ہیں،جب عورت کے پاس زیور زکٰوۃ کے قابل ہے اور قرض عورت پر نہیں،شوہر پر ہے تو عورت پر زکٰوۃ ضرور واجب ہے،یونہی ہر سالِ تمام پر زیور کے علاوہ جو روپیہ یا زکٰوۃ کی کوئی چیز عورت کے ملک میں ہے تو اس پر بھی زکٰوۃ فرض ہے،عورت ادا کرے گی۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 12:عورت بیوہ ہو اور زیور بقدرِ نصاب کی مالک ہو،وہ زکٰوۃ کس طور پر ادا کرے؟

جواب:اگر عورت کے پاس روپیہ ہے اگرچہ بظاہر اور آمدنی کا کوئی زریعہ نہیں تو اسی روپیہ سے زکٰوۃ ادا کرے اور اگر نقد روپیہ کی کوئی سبیل نہیں تو زیور بیچے اور زکٰوۃ نکالے،زیور کچھ حاجتِ اصلیہّ سے تو ہے نہیں اور زکٰوۃ دینے میں خرچ کی تکلیف نہ سمجھے بلکہ زکٰوۃ کا نہ دینا ہی تکلیف کا باعث ہوتا ہے،نحوست اور بے برکتی لاتا ہے اور زکٰوۃ دینے سے مال بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ برکت و فراغت دیتا ہے،یہ قرآن حکیم میں اللہ کا وعدہ ہے،اللہ سچا اور اس کا وعدہ سچا۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال نمبر 13:نابالغ بچوں کو جو زیور بخش دیا اس کی زکٰوۃ کس پر ہے؟

جواب:جو زیور کسی نے اپنے بچوں کو ہبہ کر دیا اس کی زکٰوۃ نہ اس پر ہے نہ بچوں پر،اس پر اس لیے نہیں کہ اب یہ مالک نہیں اور بچوں پر اس لیے نہیں کہ وہ بالغ نہیں۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 14: شوہر اپنی بیوی کو مہر کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے دینا چاہتا ہے تاکہ وہ زکٰوۃ ادا کرتی رہے اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: شوہر اگر اس کو ہر سال کے ختم پر زکٰوۃ ادا کرنے کے واسطے روپیہ اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ وہ یہ روپیہ اپنے فرض واجب الادا یعنی مہر نکاح میں وضع کرتی رہے تو اس طرح لینا دینا دونوں جائزہیں اور دونوں ہوں مگر نصاب سے کم زکٰوۃ ہے یا نہیں۔

سوال نمبر 15: سونا اور چاندی دونوں ہوں مگر نصاب سے کم زکٰوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں، اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتا تو کچھ نہیں ورنہ زکٰوۃ ادا کریں، البتہ قیمت لگانے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ قیمت وہ لگائیں جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہو۔ (در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 16: سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے سکّوں اور نوٹوں پر زکٰوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: دوسری چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے سکّے جیسا کہ اب عام طور پر تمام ملکوں میں رائج ہیں اگر 200 درم یعنی 52. 2/1 تولے چاندی کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکٰوۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکٰوۃ واجب نہیں، یونہی نوٹ کی بھی زکٰوۃ واجب ہے جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی پیسوں کے حکم میں ہیں اور ان سے بھی دنیا بھر میں لین دین ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبرُ 17: زیورات وغیرہ کی زکٰوۃ میں کون سا نرخ (بھاؤ) معتبر ہے؟

جواب: سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکٰوۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا یا مقدار واجب کی بازاری قیمت دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہو گی اور نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہے نہ زکٰوۃ ادا کرتے وقت کا اگر ادا سالِ تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالکِ نصاب ہوا تھا وہ ماہِ عربی و تاریخ وقت جب آئیں گے اس پر زکٰوۃ کا سالِ تمام ہو گا اور اسی وقت کا نرخ لیا جائے گا، قیمت لگا کر اب ڈھائی روپیہ فی سینکڑہ ادا کر دیں کہ اس میں فقیر کا زیادہ نفع ہے اور دینے والے کو بھی حساب کی آسانی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال نمبر 18: اپنی حاجت سے زیادہ مکانات پر زکٰوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: مکانات پر زکٰوۃ نہیں اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں یونہی کارخانوں کی مشینری وغیرہ پر زکٰوۃ نہیں، ہاں مکانات کے کرایہ اور مشینوں کی پیداوار سے جو سالِ تمام پر پس انداز ہو گا اس پر زکٰوۃ آئے گی جبکہ خود یا اور مال سے مل کر قدرِ نصاب

ہوں، یونہی برتن وغیرہ اسبابِ خانہ داری میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ لوکھوں روپے کے ہوں، زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے:۱۔ سونا چاندی کیسے ہی ہوں پہننے کے ہوں یا برتنے کے یا رکھنے کے۔ ۲۔ چرائی پر چھوٹے جانور۔ ۳۔ تجارت کا مال، باقی کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال نمبر 19: زکوٰۃ ادا کئے بغیر آدمی بیمار ہو گیا تو اب اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کر دے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر زکوٰۃ ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (درمختار)

سوال نمبر 20: سال گزرنے کے بعد اگر مال ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سال کے پورا ہونے پر اگر کل مال ہلاک ہو گیا تو کل کی زکوٰۃ ساقط (معاف) ہو گئی اور اگر کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی معاف اور جو باقی ہے اس کی زکوٰۃ واجب اگرچہ وہ بقدرِ نصاب نہ ہو، ہاں اگر اس نے اپنے فعل سے خود مال کو ہلاک کر دیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی (مالدار صاحب نصاب) کو ہبہ کر دیا تو زکوٰۃ بدستور واجب الادا ہے ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہو گا اگرچہ اب بالکل اس کی نادر ہو گیا ہو۔ (درمختار)

سوال نمبرُ 21: روپیہ اگر قرض میں پھیلا ہو تو اس کی زکوٰۃ ذمہ پر ہے یا نہیں؟

جواب: جو روپیہ قرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی بھی زکوٰۃ بحالت قرض ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر اس کا ادا کرنا اس وقت لازم ہو گا۔ جب کہ بقدرِ نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے جتنے برس گزرے ہوں سب کا حساب لگا کر (فتاویٰ رضویہ) اور آسانی اس میں ہے کہ جتنا وصول ہوا اس کا چالیسواں حصہ ہر سال کے حساب میں علیحدہ علیحدہ ادا کر دیں۔

سوال نمبر 22: زرِ زکوٰۃ کے عوض کوئی اور چیز دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: روپے کے عوض کھانا، کپڑا، غلہ وغیرہ فقیر کو دے کر اسے مالک کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر اس چیز کی قیمت جو بازار کے بھاؤ سے ہو گی وہ زکوٰۃ میں سمجھی جائے گی بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا ہے تو کرایہ چونگی وغیرہ اس میں وضع نہ کریں گے یا کھانا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مجرا نہ کریں گے بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو اس کا اعتبار ہو گا۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ)

سوال نمبر 23: کسی مقروض کے قرض میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر صاحبِ نصاب نے وہ روپیہ اسی مقروض کو دل میں نیت کر کے دیا تو زکوٰۃ ہو گئی خواہ وہ کہیں صرف کرے اور اگر بطورِ خود بلا اس کی اجازت کے قرضہ میں دیا تو ادا نہ ہو گی۔ (فتاویٰ رضویہ)

مصارف زکوۃ کا بیان

سوال نمبر 1: مصارفِ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ لوگ جن پر مالِ زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے مصارفِ زکوٰۃ ہیں۔

سوال نمبر 2: زکوٰۃ کے مصارف کتنے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ اور ابن السبیل۔

سوال نمبر 3: شرع میں فقیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے یا مال تو بقدرِ نصاب ہے مگر حاجتِ اصلیہ کے علاوہ کے علاوہ نہیں مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے وغیرہ، یونہی اگر مدیون (قرضدار) ہے اور دَین قرض نکالنے کے بعد بقدرِ نصاب باقی نہیں رہتا تو وہ فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس فی الوقت کئی نصابیں ہوں (ردالمحتار)۔

سوال نمبر 4: عالم دین کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: عالم دین اگر صاحب نصاب نہیں تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ اسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے، (عالمگیری) مگر عالم دین کو دے تو اس کا اعزاز مد نظر رکھے، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال نمبر 5: مسکین کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 6: مسکین اور فقیر کو سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسکین کو سوال کرنا جائز ہے اور فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو، اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال کرنا حرام و ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 7: گداگروں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: پیشہ ور گداگر تین قسم کے ہیں، ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی اور سادھو، انہیں دینا حرام اور ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی فرض سر پر باقی رہے گا۔ دوسرے وہ کہ واقع میں فقیر ہیں مالکِ نصاب نہیں مگر تندرست ہیں اور مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں، انہیں بھیک دینا منع ہے کہ گناہ پر اعانت ہے لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی جبکہ کوئی اور مانعِ شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں۔ اور تیسرے وہ عاجز و ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کمانے پر قادر ہیں، انہیں بقدرِ حاجت سوال حلال ہے اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لیے طیب ہے یہ عمدہ مصارف زکوٰۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعثِ اجر عظیم اور یہی وہ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 8: عامل سے کیا مراد ہے؟

جواب : عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط (درمیانہ) طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو کچھ وہ وصول کر کے لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے (درمختار وغیرہ) عامل کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں۔

سوال نمبر 9: رِقاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: رِقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا اور یہ اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے غلاموں کی دستگیری کی اور غلاموں کی آزادی کے مختلف طریقے مقرر کئے انہیں میں سے ایک طریقہ یہ زکوٰۃ کا طریقہ ہے لیکن اب نہ غلام ہیں اور نہ اس مدّ میں اس رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔

سوال نمبر 10: غارم سے کیا مراد ہے؟

جواب: غارم سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر یہ لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو (ردالمحتار) اور یہ بھی اسلام کے ان عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا ایسا انتظام کر دیا، حالیہ زمانہ نے قرضداروں کی سہولت کے لیے بینک قائم کئے ہیں مگر دنیا جانتی ہے کہ سینکڑوں املاک غریبوں کے قبضہ سے نکل کر بینک کے قبضہ میں چلی گئی ہیں اور عوام میں افلاس و تنگدستی کی ترقی ہو گئی ہے۔

سوال نمبر 11: فی سبیل اللہ خرچ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرنا، اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ کہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر

ہے۔ یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکٰوۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔ یا طالبِ علم کو علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے۔ بلکہ طالبِ علم سوا کر کے بھی مالِ زکٰوۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہوا گرچہ کسب پر قادر ہو۔ یونہی ہر نیک کام میں زکٰوۃ کا مال صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ اس میں تملیک پائی جائے کہ بغیر تملیک فقیر زکٰوۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 12: اِبن السبیل سے کیا مراد ہے؟

جواب: اِبن السبیل کہتے ہیں مسافر کو اور یہاں سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس مال نہ رہا، دیارِ وطن سے دور پردیس میں کون کس کا پرسانِ حال ہوتا ہے؟ شریعت نے ایسی حالت میں اسے اختیار دیا کہ وہ مال زکٰوۃ لے سکتے ہے اگرچہ اس کے گھر مال موجود ہے مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔ (عالمگیری) یا مثلاً اس کے پاس کوئی سامان زائد از ضرورت ہے جس کی قیمت سے کام نکل سکتا ہے مثلاً گھڑی تو اسے بیچ دے اور قیمت کام میں لائے اور سوال کی ذلّت سے بچے۔

سوال نمبر 13: ایسا مسافر گھر پہنچ کر بھی وہ مالِ زکٰوۃ کام میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جس نے بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت مالِ زکٰوۃ لیا اور پھر اسے اپنا مال مل گیا مثلاً وہ اپنے گھر پہنچ گیا تو جو کچھ زکٰوۃ کا مال باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ (ردالمحتار)

سوال نمبر 14: ان سات مصارف کے علاوہ اور بھی کوئی مصرفِ زکٰوۃ ہے؟

جواب: ہاں قرآنِ کریم نے مصارف زکٰوۃ کے علاوہ ایک اور مصرف کا بھی ذکر فرمایا: والمولفة قلوبهم یعنی وہ جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور دنیاوی مال و متاع سے ان کی ضرورتیں پوری کر دی جائیں اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں تاکہ ان پر یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ اسلام کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک و ایثار کی تعلیم دیتا ہے لیکن امیر المؤمنین سیدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ آٹھویں قسم کے لوگ باجماع صحابہ ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا اور اور اسلام کی حقانیت آفتاب کی مانند روشن و آشکار ہو گئی تو اب اس طریق کار کی حاجت نہ رہی۔ (عامۂ کتب و تفاسیر)

سوال نمبر 15: زکٰوۃ ان ساتوں قسموں کو دی جائے یا کسی ایک کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: زکٰوۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں سے کسی ایک کو دے دے خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا کسی ایک فرد کو اور مالِ زکٰوۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 16: ایک شخص کو بقدرِ نصاب مال دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کو بقدرِ نصاب مال زکوٰۃ دے دینا مکروہ ہے مگر دے دیا تو زکوٰۃ بلاشبہ ادا ہو گئی اور یہ مکروہ بھی اس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون (مقروض) نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں، یونہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ مالِ زکوٰۃ نصاب سے زیادہ ہے مگر اس کے اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 17: وہ کون لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی؟

جواب: اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادی، نانا، نانی وغیرہ جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ جو شخص مالکِ نصاب ہو اور نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ، ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے، نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ ذمی کافر کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ عامۂ کتب)۔

سوال نمبر 18: محتاج ماں باپ کو حیلہ کر کے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: ماں باپ محتاج ہوں اور یہ حیلہ کر کے انہیں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ کسی فقیر یعنی مصرف زکوٰۃ کو دے دے اور وہ اس کے ماں باپ کو، یہ مکروہ ہے یونہی حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

سوال نمبر 19: طلاق والی بیوی کو اس کا شوہر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو طلاقِ بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدت میں ہے، شوہر اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتا، ہاں عدت پوری ہو جائے تو اب دے سکتا ہے۔ (ردالمحتار، درالمختار)

سوال نمبر 20: غنی مرد کے بالغ بچوں اور اس کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: غنی مرد کی بالغ اولاد اور غنی مرد کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یونہی غنی کے باپ کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جب کہ وہ فقیر ہوں یعنی مالکِ نصاب نہ ہوں اور مالکِ نصاب ہوں تو یہ مصرف زکوٰۃ ہی نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال نمبر 21: مالکِ نصاب ہو تو اس کے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: جس بچہ کی ماں مالکِ نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو۔ (بلکہ صرف ماں ہی اس کی کفیل ہے) اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (درِمختار)

سوال نمبر 22: بنی ہاشم جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان سے کیا مراد ہے؟

جواب: بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں ان کے علاوہ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولاد بنی ہاشم میں شمار نہ ہوگی۔(عالمگیری)

سوال نمبر 23: جس کی ماں ہاشمی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو ایسے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: جس کی ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو یعنی حضرت بی بی فاطمہ رضہ اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا امر مانع نہ ہو۔ اور ماں کے سیّدانی ہونے سے جو لوگ سید بن بیٹھتے ہیں بحکم حدیثِ صحیح لعنت کے مستحق ہیں اللہ اپنی پناہ میں رکھے آمین۔(در مختار)

سوال نمبر 24: جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں اور کوئی صدقہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے انہیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً نذر، کفارہ اور صدقۂ فطر دینا جائز نہیں، عیدالفطر کے موقع پر شہروں میں قرب وجوار کے ہندو صدقہ فطر وصول کرنے گلیوں گلیوں، محلوں محلوں میں مانگتے پھرتے ہیں انہیں ہرگز صدقۂ فطر نہ دیا جائے اور کسی ناواقفی کے باعث دے دیا تو پھر دوبارہ ادا کیا جائے۔

سوال نمبر 25: بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بدمذہب یعنی وہ کلمہ گو جو جمہور مسلمین یعنی اہلسنت وجماعت کے چاروں گروہوں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکیوں سے کٹ کر اپنی الگ راہ نکال لے وہ بدمذہب و بدعقیدہ ہے انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں (در مختار وغیرہ) تو وہابیہ زمانہ کو خدا اور سول جل وعلاوہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر کرتے اور شانِ رسالت گھٹاتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو سنی حنفی کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور دی تو ہر گز ادا نہ ہوگی۔(بہارِ شریعت)

سوال نمبر 26: عورت قیمتی جہیز کی مالک ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اور وہ اس کی مالک ہوتی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں، ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے استعمال کے برتن، اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہّ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدرِ نصاب ہے تو عورت غنی ہے، زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔(ردالمحتار)

سوال نمبر 27: جنہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں کیا ان کا فقیر ہونا ضروری ہے؟

جواب: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا (صاحبِ نصاب نہ ہونا) شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو اس وقت حکمِ فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو حکمِ فقیر میں نہ ہو، زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 28: اپنے خدمت گزار اور ایسے ہی کسی دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے۔ ہاں اگر عوض کر کے دی تو ادا نہ ہوئی، عید، بقر عید میں خدام مرد عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 29: فقیروں کی طرح گھومنے پھرنے رہنے والے کو زکوٰۃ دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: جو شخص فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں رہتا ہے اور اس نے کسی سے سوال کیا یا فقیروں کی سی وضع قطع تو اس کی نہیں مگر وہ کسی سے سوال کر بیٹھا اور اس نے اسے غنی نہ جان کر مصرفِ زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 30: بے سوچے سمجھے اجنبی کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر بے سوچے سمجھے کسی کو زکوٰۃ دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ مصرفِ زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 31: اگر زکوٰۃ دیتے وقت شک تھا کہ یہ مصرفِ زکوٰۃ ہے یا نہیں، پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر دیتے وقت شک تھا اور تحرّی نہ کی یعنی بے سوچے سمجھے اسے زکوٰۃ دے دی یا تحرّی کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا یا غالب گمان ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں پھر بھی اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، ہاں زکوٰۃ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرفِ زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 32: زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائی بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو، پھر ان کی اولاد کی، پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو، پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (عالمگیری) حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اُمّتِ محمد! قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو

دے، قسم ہے کہ اس کی جس سے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا"۔(ردالمحتار)بلکہ عزیزوں کو دینے میں دوگنا ثواب ہے۔

سوال نمبر 33: کسی ہنگامی ضرورت کے چندہ میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی، نہ اس طرح زکوٰۃ کی رقم سے چندہ دینا جائز ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے چندے کرتے ہیں وہ زکوٰۃ اور دوسری قسم کی تمام رقموں کو خلط ملط کر دیتے ہیں بلکہ مسلم و غیر مسلم کے اموال میں بھی تمیز نہیں کرتے تو اب وہ روپیہ جو اس رقم میں مل گیا زکوٰۃ کا کہاں رہا اور اسے زکوٰۃ میں یعنی زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہی، ہاں اگر زکوٰۃ کی رقم چندہ میں دینے والا کسی قابلِ اعتماد فقیر کو دے کر اس کے قبضہ اور ملکیت میں دے دے اور وہ اپنی طرف سے اس چندہ میں دے دے تو اب ہر مصرف خیر میں صرف ہو سکتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ اور فقیر وں دونوں کو ثواب ملے گا۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 34: زکوٰۃ کی رقوم دوسرے شہر کو بھیجنا کیسا ہے؟

جواب: دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتہ والے ہوں تو انہیں بھیج سکتا ہے۔ یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا سالِ تمام سے پہلے بھیجے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔(عالمگیری)

مال تجارت کا زکوٰۃ کا بیان

سوال نمبر 1: اموالِ تجارت میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: تجارت کی کوئی چیز ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کر پہنچے واس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ، اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔(درمختار وغیرہ)

سوال نمبر 2: مالِ تجارت میں کس وقت کی قیمت معتبر ہو گی؟

جواب: مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہو گی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت 200 درہم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات

تولے سونے کی قدر ہو (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ان کے ساتھ ملا کر قیمت لگائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

سوال نمبر 3: سالِ تمام پر نرخ گھٹ بڑھ جائے تو حساب کس طرح ہو گا؟

جواب: غلّہ یا مالِ تجارت سالِ تمام پر ۲۰۰ درہم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکوٰۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس کی قیمت میں کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے گی جو سالِ تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سالِ تمام کے دن تر تھی اب خشک ہو گئی جب بھی وہی قیمت لگائیں گے جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 4: گھوڑوں کی تجارت میں جھول اور لگام وغیرہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: گھوڑوں کے تاجر نے جھول اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو ان کی زکوٰۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکوٰۃ ہے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 5: مالِ تجارت کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا تو زکوٰۃ کب ادا کرے؟

جواب: مالِ تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اس نے بہ نیتِ تجارت خرید ا اور اسے کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً اس نے کوئی مکان یا زمین بہ نیتِ تجارت خریدی اور اسے رہائشی یا کھیتی باڑی کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اس پر دَین (قرض) ہے تو یہ دَین قوی کہلاتا ہے اور دَین قوی کی زکوٰۃ بحالت دَین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے کہ جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کہ واجب الادا ہے، قرض جسے دستگرداں کہتے ہیں وہ بھی دَینِ قوی ہے۔

سوال نمبر 6: کسی نے گھر کا غلہ وغیرہ ادھار بیچ دیا تو اس کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے گی؟

جواب: گھر کا غلّہ یا سوار کا گھوڑ وغیرہ یا اور کوئی شے حاجتِ اصلیہّ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اسے شریعت میں دینِ متوسط کہتے ہیں یعنی ایسے کسی مال کا بدل جو تجارت کے لیے نہ تھی اپنی ضرورت کی تھی مگر بیچ ڈالی اور وہ بھی ادھار تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا 200 درہم پر قبضہ ہو جائے۔ (در مختار)

سوال نمبر 7: جس مالِ تجارت پر ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کر دی پھر دوسرے سال اس پر زکوٰۃ ہو گی یا نہیں؟

جواب مالِ تجارت جب تک خود یا دوسرے مال زکوٰۃ سے مل کر قدرِ نصاب اور حاجتِ اصلیہّ سے فاضل رہے گا ہر سال اس پر تازہ زکوٰۃ واجب ہو گی، صرف اس کے نفع پر نہیں بلکہ تمام مالِ تجارت پر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 8: ایک شخص نے معمولی چیز کو اپنی صناعی اور دستکاری سے بیش قیمت بنالیا اور فروخت کر دیا تو اب زکوٰۃ کس حساب سے دے؟

جواب: ہر چند ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے پیشے کی چیز خریدار کی رضامندی سے ہزار روپے کو بیچے جب کہ اس میں کذب و فریب اور مغالطہ نہ ہو مگر زکوٰۃ وغیرہ میں جہاں واجب شے کی جگہ کوئی اور چیز دی جائے تو صرف بلحاظِ قیمت ہی دی جاسکتی ہے اور قیمت بھی وہی معتبر ہو گی جو بازاری نرخ کے مطابق ہو نہ کہ اس کی قیمتِ خرید۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 9: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے مثلاً دیگیں، سائیکلیں، موٹر، خیمے، شامیانے وغیرہ ان پر خود پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں ان کا کرایہ بقدرِ نصاب ہو تو سالِ تمام پر زکوٰۃ کرایہ کی رقم پر فرض ہو گی جب کہ اور شرائط بھی پائی جائیں جیسا کہ مکانوں دکانوں کے کرایہ کا حکم ہے۔

سوال نمبر 10: عطر فروش کی شیشیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لے جو شیشیاں خریدیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے (ردالمحتار) کہ وہ بھی مالِ تجارت میں داخل ہیں۔

سوال نمبر 11: تجارت کے لیے جو سامان قرض لیا اس پر زکوٰۃ دی جائے گی یا نہیں؟

جواب: جو شخص صاحبِ نصاب ہے اس نے کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے۔ مثلاً کوئی شخص 200 درہم کا مالک ہے اور اس نے من بھر گیہوں تجارت کے لیے لئے تو زکوٰۃ واجب ہو گی ہاں اگر تجارت کے لیے نہ لیے تو زکوٰۃ واجب نہیں کہ گیہوں کے دام انہیں دو سو سے مجرا کئے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہا۔ (عالمگیری وغیرہ)

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

سوال نمبر 1: کون سے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: صرف تین قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے جبکہ سائمہ ہوں :

۱۔ اونٹ ۲۔ گائے ۳۔ بکری

گھوڑے گدھے خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں۔(درمختار وغیرہ)اور بھینس بیل گائے کے حکم میں ہے اور بھیڑ دنبہ، بکری کے حکم میں داخل ہے کہ ایک سے نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو دوسرے کو ملا کر پورا کریں۔

سوال نمبر 2: سائمہ کون سے جانوروں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ لینا یا نسل بڑھانا یا شوقیہ پرورش و فربہ کرنا ہو اور اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیر کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

سوال نمبر 3: تجارت کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ تجارت کے جانوروں کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال نمبر 4: زکوٰۃ کے جانوروں پر زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: اونٹ جب کہ پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں اور گائے بھینس جب تیس پوری ہوں اور بکریاں جبکہ چالیس ہوں اور ان پر سال پورا گزر جائے اور سال تمام کے وقت وہ سب جانور یعنی سب اونٹ سب گائے بھینس یا سب بھیڑ بکری ایک سال سے کم کے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ دینی فرض ہو گی ورنہ نہیں۔(عامۂ کتب)

سوال نمبر 5: زکوٰۃ کے جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جانوروں کے نصاب کی تفصیل اور ان کے تفصیلی احکام تو فقہ کی بڑی کتابوں سے معلوم کریں یا پھر علمائے اہلِ سنت سے دریافت کریں، یہاں مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ پانچ انٹوں تیس گائے بھینسوں اور چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب و فرض نہیں البتہ اونٹ جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے اور پچیس کے بعد حساب بدل جائے گا، اسی طرح گائے بھینس جب پوری تیس ہوں تو ان کی زکوٰۃ ایک سال کا بچہ ہے، پھر جب یہ تعداد چالیس یا اس سے زیادہ کو پہنچے گی تو حکم بدلتا جائے گا اور بکریاں چالیس ہوں تو ایک بکری فرض ہو گی اور یہ حکم ایک سو بیس تک رہے گا، اس سے زائد پر حکم بدلتا رہے گا۔

سوال نمبر 6: زکوٰۃ میں کس عمر کا جانور دیا جائے گا اور کیسا؟

جواب: زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو۔ اگر کم عمر کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جو جانور دینا واجب ہو اس کی قیمت دے دے۔(عالمگیری)

سوال نمبر 7: کسی کے پاس ہر نوع کے جانور ہیں مگر نصاب سے کم، توان پر زکوٰۃ فرض ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس اونٹ گائے بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پورا کرنے کے لیے خلط ملط نہ کریں گے اور زکوٰۃ واجب ہو گی۔(درِ مختار وغیرہ)

سوال نمبر 8: زکوٰۃ میں دیئے جانے والے جانور کیسے ہونا چاہئیں؟

جواب: اونٹ کی زکوٰۃ میں بکری دیں یا بکرا، اس کا اختیار ہے اور جہاں اونٹ کی زکوٰۃ میں ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو اور نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا اور گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا۔(درِ مختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال نمبر 9: مویشی میں دو آدمی شریک ہوں تو زکوٰۃ کس پر واجب ہو گی؟

جواب: مویشی میں شرکت سے زکوٰۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ شرکت کسی قسم کی ہو اگر ہر ایک کا حصہ بقدرِ نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکوٰۃ فرض ہے اور ایک کا حصہ بقدرِ نصاب ہے، دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے اس پر نہیں، مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں، دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری فرض ہے، تیس والے پر کچھ نہیں اور اگر کسی کی بکریاں بقدرِ نصاب نہ ہوں، مگر مجموعہ بقدرِ نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔(عالمگیری)

زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

سوال نمبر 1: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس زکوٰۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے اگرچہ بعض صورتوں میں نصفِ عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔(عالمگیری وغیرہ)

سوال نمبر 2: عشری زمین کون سی ہوتی ہے؟

جواب: زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدوں پر تقسیم ہو گئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے جنگ کی نوبت نہ آئی یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا، ہند و پاکستان میں مسلمانوں کی زمینیں عموماً ایسی ہی ہیں کہ ان پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔(فتاویٰ رضویہ)

سوال نمبر 3: عشر و نصف عشر کہاں واجب ہوتا ہے؟

جواب: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے۔(در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 4: غلّے، میوے اور ترکاریوں میں عشر ہے یا نہیں؟

جواب: ہر قسم کے غلّے مثلاً گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے میوے مثلاً اخروٹ بادام اور ہر قسم کی ترکاریاں مثلاً خربوزہ، تربوز، ککڑی، بینگن سب میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔(عالمگیری)

سوال نمبر 5: پیداوار سے زراعت کے مصارف مجرا ہوں گے یا نہیں؟

جواب: جس چیز میں عشر یا نصفِ عشر واجب ہوں اس میں کل پیداوار کا عشر لیا جائے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت یعنی ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والے کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر عشر یا نصفِ عشر دیا جائے۔(ردالمحتار)

سوال نمبر 6: عشری پانی کون سا پانی ہے؟

جواب: آسمان یعنی بارش کا پانی عشری زمین میں، کنویں یا چشمے اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اس سے حاصل ہونے والی پیداوار میں عشر ہے۔

سوال نمبر 7: عشر مسلمانوں پر ہے یا غیر مسلم پر بھی؟

جواب: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، ہاں اگر مسلمان نے ذمی (اسلامی ملک کے وفادار غیر مسلم) سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی اس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے گا۔(در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 8: خراجی زمین کون سی زمین کو کہتے ہیں؟

جواب: خراجی زمین ہونے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کرکے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس کردی یا دوسرے غیر مسلمانوں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا اور وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول نہ کیا یا ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خرید لی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا تو ان تمام صورتوں میں وہ زمین خراجی کہلاتی ہے۔(عامۂ کتب)

سوال نمبر 9: خراجی پانی کون سا کہلاتا ہے؟

جواب: مسلمانوں کی آمد سے پہلے غیر مسلمانوں نے جو نہر کھودی اس کا پانی خراجی یا کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں دکھودا گیا وہ بھی خراجی ہے ایسے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں جو

پیداوار ہوگی اس میں عشر نہیں بلکہ خراج واجب ہوگا خواہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا، تہائی، چوتھائی وغیرہ مقرر کردیا جائے یا ایک مقدار لازم کردی جائے۔(درمختار)

سوال نمبر 10: نابالغ اور مجنون پر عشر ہے یا نہیں؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمیں میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔(عالمگیری)

سوال نمبر 11: زکوٰۃ کی طرح عشر بھی سالِ تمام پر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: عشر میں سال گزرنا شرط نہیں، سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔(درمختار وغیرہ)

سوال نمبر 12: عشر کا کوئی نصاب ہے یا نہیں؟

جواب: عشر میں نصاب بھی شرط نہیں ایک صاع سیر بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ بھی شرط نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو، وقفی زمین جو کسی کی ملک نہیں ہوتی اس میں جو زراعت ہوئی تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔(درمختار وغیرہ)

سوال نمبر 13: عشر ادا کرنے سے پیشتر آدمی مر جائے تو عشر کس پر ہے؟

جواب: عشر کھیت کی پیداوار پر ہوتا ہے تو جس پر عشر واجب ہوا اس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس پر عشر لیا جائے گا۔(عالمگیری)

سوال نمبر 14: پیدوار اگر کسی وجہ سے ماری جائے تو عشر و خراج ہے یا نہیں؟

جواب: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیڑی کھا گئی یا پالے اور لو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس سے باقی کا عشر لیں گے ہاں اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں یونہی اگر توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہوئی تو عشر نہیں ورنہ عشر دینا آئے گا۔(ردالمحتار)

سوال نمبر 15: زراعت بیچ ڈالی تو عشر کس پر ہے؟

جواب: تیار ہونے سے پیشتر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری (خریدار) پر ہے اور بیچنے کے وقت زراعت تیار تھی تو عشر بائعٔ (فروخت کنندہ) پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا مانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائعٔ پر۔(درمختار)

سوال نمبر 16: عشر و خراج کی آمدنی کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: عشر اور نصفِ عشر کے مصارف وہی ہیں جو مصارفِ زکوٰۃ ہیں اور جن کا بیان آگے آتا ہے البتہ خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی مصلحتوں اوران کی ضرورتوں میں صرف کیا جاتا ہے جن میں مسجدوں کی تعمیر ان کے دوسرے اخراجات امام و مؤزن کا وظیفہ، مدرسین علمِ دین کی تنخواہیں، علم دین کی تحصیل میں مشغول رہنے والے طلباء کی خبر گیری، علمائے اہل سنت اور عالیانِ دین متین کی خدمات ہیں جو وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتویٰ کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور پل سرائے وغیر کے کام میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔(بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ)

صدقہ فطر کا بیان

حدیث: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر ایک صاع خرما یا جو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ "نماز کو جانے سے پیشتر ادا کردیں۔"

حدیث: ابو داود و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خُرما یا جو یا نصف صاع گیہوں۔

حدیث: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے

حدیث ۴: ابو داود و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (خوراک) ہو جائے۔

حدیث: دیلمی و خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے، جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔

سوال وجواب

سوال نمبر 1: صدقۂ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صدقۂ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ لغو اور بیہودہ کاموں سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔

سوال نمبر 2: صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، واجب ہے، اس میں عاقل بالغ اورمالِ نامی شرط نہیں، نابالغ اور مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔(ردالمحتار)

سوال نمبر 3: صدقۂ فطر کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب: صدقۂ فطر نمازِ عید سے قبل ادا کر دینا چاہیے کہ یہی مسنون ہے لیکن عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا تھا تو اب ادا کر دے، اور نہ کرنے سے ساقط نہ ہو گا نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے۔(در مختار)

سوال نمبر 4: صدقۂ فطر واجب کب ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا جو شخص صبحِ صادق طلوع ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب نہ ہوا اور اگر صبح ہونے کے بعد مرا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 5: مال ہلاک ہو جائے تو صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۂ فطر ادا ہونے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہو جانے کے بعد بھی واجب رہے گا، ساقط نہ ہو گا بخلاف زکوٰۃ و عشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔(در مختار)

سوال نمبر 6: چھوٹے بچہ کی طرف سے صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: چھوٹے بچہ کا باپ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے، جب کہ بچہ خود صاحبِ نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائیگا۔

سوال نمبر 7: یتیم بچہ کا صدقہ کس پر واجب ہے؟

جواب : باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے، ہاں ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔(در مختار، ردالمحتار)

سوال نمبر 8: جس نے روزے نہیں رکھے اس پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذرِ سفر مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔(ردالمحتار)

سوال نمبر 9: مجنون اولاد کا صدقہ کس پر ہے؟

جواب: مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔(درِ مختار)

سوال نمبر 10: نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر ہے؟

جواب: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر، اور اگر قابلِ خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے، پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔(در مختار، ردالمحتار)

سوال نمبر 11: بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی پر ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی بیوی اور عاقل اولاد کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو اگرچہ اس کے مصارف اس کے ذمہ ہوں (در مختار وغیرہ)

سوال نمبر 12: اہل وعیال کا فطرہ ادا کر دیا جائے تو ادا ہو گا یا نہیں؟

جواب: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کی اجازت لیے بغیر ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اوّلاً اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ (کھانا پینا کپڑا) وغیرہ اس کے ذمہ ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذان ادا نہ ہو گا عورت کا ہو جائے گا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا تو ادا نہ ہوا۔(عالمگیری، ردالمحتار)

سوال نمبر 13: ماں باپ کا فطرہ اولاد پر ہے یا نہیں؟

جواب: ماں باپ، دادا، دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 14: صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے، گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (در مختار)

سوال نمبر 15: صاع کا وزن کیا ہے؟

جواب: اعلیٰ درجہ کا تحقیق اور احتیاط جس میں فقیروں کا نفع زیادہ ہے، یہ ہے کہ صاع لیا جائے جو کا اور اس کے وزن کے گیہوں دیئے جائیں اس طرح جو کے صاع میں گیہوں تین سوا کا دن روپیہ بھر آتے ہیں تو نصف صاع ۷۵ ا روپیہ ۸ آنے

بھر ہو یعنی عام طور پر مروج سیر کے حساب سے صاع تقریبا ساڑھے چار سیر کا اور نصف صاع سوا دو سیر کا، راہِ خدا میں زیادہ جائے تو اس میں اپنا بھی اجر و ثواب زیادہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

اعشاری نظام میں صدقۂ فطر کی مقدار ۲ کلو گرام، ۴۱ کلو گرام، ۲،۴۱ ہے۔

سوال نمبر 16: فطرہ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب: ان چار چیزوں یعنی گیہوں، جو، کھجوریں اور منقےٰ سے فطرہ ادا کیا جائے تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں وزن کا اعتبار ہے مثلاً آدھا صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع معمولی جو کے برابر ہے یا چوتھائی صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع عام گیہوں کے برابر ہیں، فطرہ میں ادا کر دیئے یہ ناجائز ہے۔ جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔(عالمگیری)

سوال نمبر 17: فطرہ میں آدھے گیہوں آدھے جو دیے جائیں تو درست ہے یا نہیں یا ہر ایک کا وزن ہی دینا پڑے گا؟

جواب: نصف صاع جو اور چہارم 4/1 صاع گیہوں دے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال نمبر 18: گیہوں اور جو ملے ہوں تو وزن میں کس کا اعتبار ہو گا؟

جواب: ان میں سے جو مقدار میں زیادہ ہو اسی کا لحاظ ہو گا مثلاً گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔ (ردالمحتار)

سوال نمبر 19: مقررہ وزن کی قیمت فطرہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گیہوں اور جو وغیرہ کی قیمت لگا کر بھی دے سکتے ہیں ہاں اگر خراب گیہوں اور جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔(در مختار)

سوال نمبر 20: چاول، جوار، باجرہ وغیرہ دوسرے غلّے فطرہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے۔ مثلاً چاول جوار باجرہ یا کوئی اور غلّہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہو گا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو خواہ وزن میں وہ چیز مثلاً چاول نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم یعنی مثلاً نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں گے اتنے دیے جائیں گے۔(عالمگیری وغیرہ)

سوال نمبر 21: صدقۂ فطر میں تملیکِ فقیر شرط ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۂ فطر میں بھی مسلمان فقیر یعنی مستحق زکوٰۃ کو مال کا مالک کر دینا بے شک شرط ہے اور اس میں تملیک کے بعد اس کو اختیار ہے جہاں چاہے صرف کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔(عامۂ کتب)

سوال نمبر 22: صدقۂ فطر کا مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کا مقدم کرنا یعنی پیشگی ادا کر دینا جائز ہے جبکہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہے اگرچہ رمضان سے پیشتر بلکہ سال دو سال پیشتر۔ (در مختار، عالمگیری)

سوال نمبر 23: ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دے سکتے یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے۔ (در مختار)

سوال نمبر 24: چند فطرے ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (ردالمحتار)

سوال نمبر 173: صدقۂ فطر کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (در مختار، ردالمحتار)

سوال نمبر 25: صاحبِ نصاب کو فطرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں یونہی صاحبِ نصاب اگرچہ امام مسجد ہو، اسے کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً فطر لینا جائز نہیں حرام ہے اور اس کے دیئے سے نہ زکوٰۃ ادا ہو گی نہ فطرہ۔ (عامۂ کتب)

سوال نمبر 26: دینی طالبِ علم کو فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دینا کیا معنی! اس میں اور زیادہ ثواب کی امید ہے کہ دوسروں کو دینے میں ایک کے دس ہیں تو طالبِ علم دین کی اعانت میں کم از کم ایک کے سات سو، خصوصاً جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس کی ضرورت پوری نہ ہوئی تو علمِ دین پڑھنا چھوڑ دے گا یا معاذاللہ بد مذہبوں کے چنگل میں پھنس جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

ربِ کریم اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ وطفیل اس رسالہ کو مقبول انام بنائے اور اسلام وسنیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔

جزی اللہ عنا سیدنا و مولانا محمدا ما ھو اھلہ

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

علم اور تعلیم پر اسلام نے بہت زور دیا ہے اور مختلف انداز میں اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسلام میں علم کی اہمیت کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم پر اللہ کی جانب سے جو پہلا پیغام نازل ہوا وہ ایمانیات، عبادات اور اخلاقیات کا نہیں بلکہ "اقرا" سے شروع ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی پانچ ابتدائی آیتوں میں دو مرتبہ امر کا صیغہ وارد ہوا ہے۔ ان آیتوں میں " قلم "کا بھی تذکرہ ہے جو تحفظ علم کا ایک اہم آلہ ہے نیز تعلیم کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف کی گئی ہے اور اس کے نام سے تعلیم جوڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس پہلی وحی کے بعد ۲۳/ سال تک قرآن نازل ہوتا رہا اس میں جگہ جگہ علم کی ترغیب حاصل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اہل علم کی رفعت شان کا تذکرہ تدبر و تفکر کی دعوت عقل وشعور سے کام لینے کی تلقین جہالت و ناخواندگی دور کرنے اور علم و معرفت کا شمعیں جلانے کی ہدایت کتمان علم کی مذمت اور ان جیسے موضوعات پر مشتمل آیتیں ملتی ہیں، احادیث نبویہ کے ذخیرے میں دیکھیں تو جگہ جگہ حصول علم کی ترغیب تبلیغ علم اور تعلیم کا حکم دینے والوں کی قدرو منزلت کا بیان طالبانِ علمِ نبوت کی حوصلہ افزائی کا تذکرہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کی وصیت موجود ہے۔

دنیا کے دوسرے مذاہب نے علم کو مردوں کی میراث بنا کر پیش کیا۔ کیوں کہ ان کی نظر میں عورت کسب فضیلت اور کمال کی مستحق نہیں۔ مگر اسلام نے مرد عورت دونوں کی طلب علم کا حکم دیا ہے اس معاملہ میں کسی کو کسی پر فوقیت اور امتیاز نہیں ہے۔ اس لئے علم ہی روشنی ہے جس کے وجود میں آتے ہی جہالت وضلالت کی تاریکی چھٹنا شروع ہو جاتا ہے اور جائز و ناجائز حق و باطل سنت اور غیر سنت کے درمیان تفریق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر آج جب کہ غیر مسلم عورتیں مردوں کے شانہ بہ شانہ تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہیں مسلم لڑکیاں علم کے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان کی تعلیم و تربیت میں عورت کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ اس لئے ماں کی گود کو پہلی درسگاہ کا درجہ حاصل ہے۔ اسی درسگاہ میں انسان کی تعلیم و تربیت کی اصلی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ جس پر آئندہ زندگی کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بنیاد جس قدر مضبوط ہوگی اسی قدر عمارت مضبوط ہوگی یعنی ماں کی تعلیم و تربیت صحیح ڈھنگ سے ہوئی ہوگی تو ان گود میں پرورش پالنے والی اولاد بھی زیور تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوگی اس کے برعکس ماں کی تعلیم ناقص ہے یا غیر تعلیم یافتہ ہے تو بچے کی تعلیم و تربیت کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے ایک لڑکے کی تعلیم محض ایک فرد کی تعلیم ہے اور ایک لڑکی کی تعلیم ایک فرد کی نہیں بلکہ ایک خاندان کی تعلیم ہے۔ لہذا تعلیم نسواں دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے لیکن مخلوط تعلیم بہت سارے فتنوں کو جنم دینے اور مسلم معاشرے کی تباہ برباد کرنے کی

مترادف ہے ان حقائق کے باوجود ہمارے ضلع کٹیہار کے اندر تعلیم نسواں کی طرف سنجید گی سے توجہ نہیں دی گئی اور آج تک لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام نہ ہو سکا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ہے کہ چند مخلصین غیور اور حوصلہ منداحباب نے اس پر انتہائی درد مندی سے غور و فکر کیا اور اس ملی تقاضے کی طرف خصوصی توجہ دی اور تعلیم نسواں کے لئے ایک ادارے کی داغ بیل ڈالنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے بفضلہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد عبدالمنان رضوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے آبائی وطن ہرنات پور میں زمین حاصل ہوئی اور جھونپڑی کی شکل میں مدرسہ کی عمارت کھڑی کردی یہ مدرسہ ابھی چھوٹا سا ادارہ ہی کہلائے گا، آنے والے وقت میں اس پورے علاقے میں ایک زبردست تعلیمی انقلاب برپا کرنے میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہو گا ان شاءاللہ عزوجل۔

فی الحال درجہ اطفال سے حفظ قرات اور درجہ عربی سوم تک انتظام ہے جس میں لڑکیوں کی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہندی، انگریزی، حساب، سماجیات، اور اردو زبان پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے اس کے علاوہ سلائی، کڑھائی، دستکاری کا بھی نظام نسق ہے۔ مستقبل قریب میں ثانویہ یعنی میٹرک کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائیگا اور اس کے علاوہ ۲۰۰۰ طالبات کے لئے قیام و طعام، تعلیم و تربیت کا انتظام بھی ہمارے عزائم میں شامل ہے۔ بلاشبہ اس مدرسے کی حیثیت قرب و جوار کے تعلیمی اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن ہے اور خدمت خلق اور تعلیم نسواں کے فروغ میں دلچسپی رکھنے والے مخیر حضرات نے خصوصی توجہ دی تو ان شاءاللہ یہ مدرسہ جلد ہی تعلیمی و تربیتی میدان میں اپنی ایک واضح شناخت بنالے گا۔

محترم حضرات! ہم اپنی بے سروسامانی اور کم مائیگی کے باوجود اتنی بڑی ذمہ داری اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھانے کے لئے ہمت بلند اور حوصلہ جواں رکھتے ہیں، کیونکہ ہمیں اللہ کی مدد، مومنین پر رحم و کرم فرمانے والے آقا ﷺ کی نظرِ عنایت اور آپ کی خندہ پیشانی کشادہ قلبی اور مالی تعاون پر مکمل یقین ہے۔

لہذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے عزائم و وسائل اور قیمتی مشوروں سے ہمارے دامن کو بھر دیں۔ اللہ آپ کے حسنات کو قبول فرمائے سیات کو درگزر فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے ساتھ ہی دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

اپیل کنندہ

آل رسول احمد الاشرفی القادری مقیم حال:۔ ریاض سعودی عرب

موبائل نمبر: +966559465397

Email: aalerasoolahmad@gmail.com

E-mail: jamiaahsanulbinat@gmail.com

Please Visit here:

http://aalerasoolahmad.blogspot.com/

ایک نظر ادھر بھی

آپ مختلف طریقوں سے مدرسہ کا تعاون کر سکتے ہیں چیک کے ذریعے یا بنک اکاؤنٹ میں بھی جمع کر سکتے ہیں نیز آپ مدرسہ کو تعمیراتی اشیاء جیسے سیمنٹ، سریا، اینٹ، بالو وغیرہ فراہم کر کے یا عمارت میں ایک یا چند کمرے کا خرچ اپنے ذمے لے کر یا اشیاء خوردنی جیسے چاول، دال، آٹا وغیرہ فراہم کر کے یا ایک یا ایک سے زیادہ معلمہ (استاذ) کے تنخواہ اپنے ذمہ لے کر یا کسی طالبہ کا حافظہ مکمل ہونے تک یا عالمیت کی دستار تک یا کسی یتیم طالبہ کی پوری پڑھائی کا خرچ اٹھا کر تعاون کر سکتے ہیں۔ زکوۃ وصدقات وعطیات کے علاوہ اپنے مرحومین کی طرف سے برائے ایصال ثواب مدرسہ کے تعاون میں حصہ لے سکتے ہیں اور آپ بذریعہ کیش تعاون کرنا چاہیں تو ہم لوگوں سے رابطہ کریں۔

مولانا عبدالمنان صاحب (کٹیہار) موبائل نمبر: **+91 84 06 87 15 71**

آلِ رسول احمد (سعودی عرب) موبائل نمبر : **+966 55 94 65 397**

ترسیل زر کا پتہ: **جامعہ احسن البنات برنات پورواپا سالماری ضلع کٹیہار بہار الہند**

Twitter: @aaleashrafi

Whatsapp No: +966559465397

E-mail: jamiaahsanulbinat@gmail.com

Facebook Id: https://www.facebook.com/mdalerasool

ان شاء اللہ عزوجل
اردو میں بہت جلد آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔
محبوب ربانی ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ
کچھوچھہ شریف انڈیا